

## 9۔ امتحان

مرزا فرحت اللہ بیگ

(۱۸۸۳ء۔۔۔۔۔۱۹۴۷ء)

ابتدائی حالات:

مرزا فرحت اللہ بیگ دلی میں پیدا ہوئے اور سینٹ اسٹیفنز سکول دلی سے بی اے کیا۔ زمانہ طالب علمی میں ڈرامے اور کرکٹ کا شوق رہا۔ ۱۹۰۷ء میں حیدرآباد دکن چلے گئے اور پہلے تعلیم اور پھر عدالت کے محکموں سے وابستہ رہے۔ وہ ترقی کرتے کرتے ہوم سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے، جہاں سے ریٹائرڈ ہوئے اور پنشن حاصل کی۔ انھوں نے حیدرآباد ہی میں وفات پائی۔

اسلوب نگارش:

مرزا فرحت اللہ بیگ کا طرزِ تحریر سادہ اور پُر لطف ہے۔ وہ بڑے کلفت انداز میں، دلی کی خاص زبان لکھتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں تصنع اور بناوٹ، نام کو نہیں۔ مزاح کی چاشنی، ان کی تحریر میں خاص لطف دیتی ہے۔ بقول رشید احمد صدیقی:

”فرحت کے اسلوب کی نمایاں خوبی فقروں کا اختصار ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے فقروں سے رواں دواں عبارت کا جادو جگاتے ہیں۔ فرحت کی تحریروں میں اسلوب کی یکسانیت، معجزے کی حد تک قائم رہتی ہے۔ وہ ایک مضمون کو جس رنگ میں شروع کرتے ہیں، اسی رنگ میں انجام تک پہنچاتے ہیں۔“

تصانیف:

مرزا فرحت اللہ بیگ ابتدا میں ”مرزا الم نشرح“ کے قلمی نام سے لکھتے رہے۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور عظمت اللہ خاں نے ان کی ہمت بڑھائی اور وہ اپنے اصل نام سے لکھنے لگے۔ ”نذیر احمد کی کہانی“، ”پھول والوں کی سیر“ اور ”دلی کا ایک یادگار مشاعرہ، ان کے یادگار مضامین ہیں۔

ان کے مضامین ”مضامین فرحت“ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ”میری شاعری“ ان کے کلام کا انتخاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اٹک شوئی	آنسو پونچھنا، تسلی دینا	امدادِ غیبی	غیب سے ہونے والی امداد

بد رجب اعلیٰ	اعلیٰ درجے کے ساتھ	تفنی	تسل، تسکین
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	کترین	ناچیز، معمولی
محویت	محو ہونا، مٹ جانا	محل	پریشان، بگڑا ہوا
مُستغرق	ڈوبا ہوا، بہت معروف	نادم	شرمندہ
ممنون احسان	احسان مند	قہر درویش برجان درویش	اپنے آپ پر غصہ ٹکانا

## سبق کا خلاصہ

زیر نظر مضمون مرزا فرحت اللہ بیگ کے مجموعے ”مضامین فرحت“ سے لیا گیا ہے۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ امتحان میں کامیابی کے لئے شخصی محنت اور قدرت کی مدد ہی کار آمد ثابت ہوتی ہے۔ مضمون نگار امتحان سے نہیں گھبرا تا کیوں کہ وہ پڑھائی کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتا اور کمرہ امتحان میں امداد فیسی کا منتظر رہتا ہے۔ مجھے اپنے ان دوستوں پر فہمی آتی ہے، جن کی شکل امتحان کے دنوں میں اتنی سی نکل آتی ہے۔ جو امتحان کے دنوں میں سب کچھ بھول کر امتحان کی تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ مضمون نگار اپنی آپ جیٹی سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے تقریباً دو سال میں لا کو پورا کیا، شام کو دوستوں کے ساتھ گھومتا۔ وہی پرکلاس میں جھانک لیتا، فٹنی صاحب دوست جس کی وجہ سے حاضری لگوانے میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آتی تھی۔ گھر والوں نے امتحان کی تیاری پر بھرپور توجہ دی۔ میرے لئے الگ کمرے کا انتظام کر دیا، میں نے یہ کیا کہ کمرے کے شیشوں پر کاغذ چپکا دیا۔ اپنے گھر والوں کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ الگ بیٹھ کر پڑھائی میں مصروف ہے جب کہ میں سات بجے ہی میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا ہوتا ہے اور سکون سے صبح نو بجے اٹھتا۔ اس دوران اگر کوئی بلاتا بھی تو میں پڑھائی میں خلل کا سوچ کر خاموش رہتا۔ والدین نے کئی دفعہ یہ بھی کہا کہ اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں کہتا کہ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے۔ کیونکہ محنت کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔

اصل میں مرزا فرحت اللہ بیگ نے یہاں ان طالب علموں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو امتحان میں تو بڑی شہ و مد سے شریک ہوتے ہیں لیکن پڑھائی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

آخر کار جیسے ہی امتحان کے دن قریب آنے لگے، میں نے امتحان میں شرکت نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیئے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید ہے۔ لئے تقریباً پونے دس بجے کمرہ امتحان میں داخل ہو گیا یہ خیال کرتے ہوئے کہ ضرور کوئی نہ کوئی فیسی امداد میرے آئے گی۔ تقدیر کی کامیابی محسوس کرتے ہوئے نگران کو کچھ نرم دل پایا اور سمجھا کہ بیڑا پار ہے۔ اس کے برعکس نگران عملہ اس

قدر سخت تھا کہ ہر وقت ناگہانی بلا کی طرح سر پر ہی سوار رہتے تھے۔ جیسے ہی کوئی ناجائز حربہ یا دایم بائیں سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو فوراً آواز آتی اپنے پرچے پر نظر رکھیں۔ گارڈ صاحب کے بتانے پر ہی معلوم ہوا کہ پرچہ اصول قانون کا ہے۔ اس پر زور دار لکھنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہا۔ پورا وقت کمرہ امتحان میں گزارتا۔ باہر آکر والد صاحب کو مشکل پرچے کی شکایت کرتا۔ امتحان کے اختتام پر والد صاحب نے پاس کرانے کے لئے سفارش کی کوشش کی، مگر ناکام۔ نتیجہ آنے پر دو نمبر حاصل کرنے کی خبر سنی۔ نتیجہ عن کرد والد صاحب اور دوسرے احباب کا خیال یہ تھا کہ کسی چپڑاسی نے لڑکے کے پرچے تبدیل کر دیئے ہیں۔ کیونکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مسلسل تین گھنٹے لکھنے والے کو مفر نمبر تو نہیں ملتا۔ سب نے محنت اور نگران عملے کو برا بھلا کہا اور مجھے تسلی دی کہ اس سال نہیں تو اگلے سال سہی، آخر کب تک بے ایمانی ہوگی۔ میں خوش تھا کہ ایک سال اور فرصت سے گزارنے کا موقع مل گیا۔

### مرکزی خیال:

اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے۔ اگر محنت اور دلجمعی سے امتحان کی تیاری نہ کی جائے تو طالب علم کامیابی کے لیے ناجائز ذرائع کا استعمال کرتا ہے جس سے سوائے شرمندگی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی دانست میں وہ دوسروں کو دھوکا دیتا ہے لیکن درحقیقت وہ خود فریبی کا شکار ہوتا ہے اور اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔

## اہم اقتباس کی تشریح

**اقتباس:** قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی اور ایک دن وہ آیا کہ ہم ہل ٹکٹ لیے ہوئے مقام امتحان پر پہنچ ہی گئے۔ گویا د نہیں کیا تھا، لیکن دو وجہ سے کامیابی کی امید تھی: اول تو ”امداد فیہی“ دوسرے ”پرچوں کی الٹ پھیر۔“ شاید وہ حضرات جو امتحان میں کبھی شریک نہیں ہوئے، اس مضمون کو نہ سمجھیں، اس لیے ذرا وضاحت سے عرض کرتا ہوں۔ ”امداد فیہی“ سے مراد امیدواران امتحان کی اصطلاح میں وہ مدد ہے، جو ایک کو دوسرے سے یا کسی نیک ذات نگران کار سے یا عندالمواقع کتاب سے پہنچ جاتی ہے۔ پرچوں کی الٹ پھیر کو بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔

مصنف کا نام: مرزا فرحت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

مل لفت: درخواست شرکت: شریک ہونے کی درخواست۔ مقام امتحان: امتحانی کمرہ۔ گو: اگرچہ۔ امداد فیہی: غیب سے ملنے والی مدد۔ الٹ پھیر: رد و بدل۔ اصطلاح: خاص معنی۔ عندالمواقع: موقع کے قریب۔ بظاہر: دیکھنے میں۔ تقدیر: قسمت۔

## سیاق و سباق:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا ہے۔ آخر کار جیسے ہی امتحان کے دن قریب آنے لگے، میں نے امتحان میں شرکت نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیئے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اسے امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید کے لئے تقریباً پونے دس ہجے کمرہ امتحان میں داخل ہو گیا یہ خیال کرتے ہوئے کہ ضرور کوئی نہ کوئی فیسی امداد میسر آئے گی۔ دو وجہ سے کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی قدرت کوئی کامیابی کا وسیلہ بنا دے گی۔ دوم پرچوں کی ہیر پھیر۔ اگرچہ ہیر پھیر مشکل نظر آتی ہے۔ لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ اسے کم ہی سمجھیں گے۔ تقدیر کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

## تشریح:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اسے امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید کے لئے تقریباً پونے دس ہجے کمرہ امتحان میں داخل ہو گیا یہ خیال کرتے ہوئے کہ ضرور کوئی نہ کوئی فیسی امداد میسر آئے گی۔ دو وجہ سے کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی قدرت کوئی کامیابی کا وسیلہ بنا دے گی۔ دوم پرچوں کی ہیر پھیر۔ اگرچہ ہیر پھیر مشکل نظر آتی ہے۔ لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ اسے کم ہی سمجھیں گے۔ اس لئے طالب علم خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ امداد غیبی سے مراد وہ مدد ہے جو ایک کو دوسرے سے کسی نیک ذات گران سے مشکل کے وقت پہنچ جاتی ہے۔ تقدیر کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

## حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے؟

جواب۔ مضمون نگار کہتے ہیں کہ مجھے ہنسی اس لیے آتی ہے کہ آخر امتحان ایسا کیا ہوتا ہے؟ دو ہی صورتیں: ٹل یا

پاس۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے، آئندہ سال سکی۔

(ب) بجوں بجوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے، مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کا کیا حال ہوتا؟

جواب۔ جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے۔ مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کے دماغ عقل اور ان کی صورت اتنی سی نکل آتی تھی۔

(ج) مضمون نگار نے کون سا امتحان دیا تھا؟

جواب۔ مضمون نگار نے قانون یعنی وکالت کا امتحان دیا تھا۔

(د) مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب۔ مضمون نگار جملہ مضامین میں بدرجہ اعلیٰ نکلے۔ اس نے صرف دو نمبر حاصل کئے۔

(ه) مضمون نگار کے والد نے کس طرح اُسے تسلی دی؟

جواب۔ مضمون نگار کے والد نے کہا کہ بیٹا گھبرانے کی کوئی بات نہیں، اس سال نہیں، آئندہ سال سہی آخر کب تک بے ایمانی ہوگی۔

۲۔ سبق ”امتحان“ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب۔ سبق کا خلاصہ شروع میں دے دیا گیا ہے۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معانی لکھیں۔

جواب۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
محمل	بگڑا ہوا، غلط انداز	ممتحن	امتحان لینے والا
مسترق	ڈوبا ہوا، بہت معروف	تسلی	تسکین
محویت	توجہ، مشغولیت	انک شوی	آنسو پونچھنا، تسلی دینا
کمترین	معمولی، ادنیٰ	امداد فیہی	غیب سے ملنے والی مدد
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	بدرجہ اعلیٰ	اعلیٰ درجے کے ساتھ
خادم	ملازم، نوکر		

۴۔ واحد الفاظ کی جمع لکھیں۔

جواب۔ امتحان، خیال، مشغلہ، وکیل، ممتحن، تدبیر، مضمون

واحد	جمع	واحد	جمع
امتحان	امتحانات	خیال	خیالات
مشغلہ	مشاغل	وکیل	وکلا
تدبیر	تدابیر	مضمون	مضامین
ممتحن	ممتحنین		

۵۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

جواب۔ حواس، عقل، مشغلہ، مستقر، خلق

۶۔ متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

جواب۔ (۱) بندے پر امتحان کا اثر نہیں تھا:

(الف) رتی برابر (ب) ذرا برابر

(ج) بالکل (د) معمولی

(۲) طالب علم نے کتنے سال میں لاکھاس کا کورس پورا کیا؟

(الف) چار سال (ب) دو سال

(ج) تین سال (د) پانچ سال

(۳) لاسکول میں کون طالب علم کا دوست تھا؟

(الف) لکچرار صاحب (ب) پرنسپل صاحب

(ج) منشی صاحب (د) چوکیدار

(۴) طالب علم نے کس سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟

(الف) نگران صاحب سے (ب) گارڈ صاحب سے

(ج) سپرنٹنڈنٹ سے (د) کسی طالب علم سے

(۵) طالب علم کتنی دیر میں کمرے سے باہر نکل آتا؟

(الف) ایک گھنٹے بعد (ب) آدھا گھنٹہ بعد

(ج) دو گھنٹے بعد (د) تین گھنٹے بعد

۱	۲	۳	۴	۵
الف	ب	ج	ب	ب

۷۔ متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی پُر کریں۔

جواب۔ (الف) لوگ امتحان کے نام سے گہرا تے ہیں لیکن مجھے ان کے گہرا نے پر ہنسی آتی ہے۔

(ب) والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔

(ج) کسی زمانے میں بڑے بڑے دکیوں کے کان کترے گا۔

(د) لیپ روشن کر کے آرام سے سات بجے سے سو جاتا اور نوبے اٹھتا۔

(ه) قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی۔

(و) یہاں ایک بہت خلیق اور ہنس مکھ نگران کار تھے۔

(ز) ایک متعین ایک اصول قائم کرتا ہے، دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔

(ح) والد صاحب روز گیارہ بجے سے آجاتے اور نیچے مکن میں بیٹھے رہتے۔

(ط) والد نے عرض کیا کہ خادم زادہ اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے۔

(ی) سودن چور کے تو ایک دن شاہ کا۔

۸۔ متن کو مد نظر رکھ کر کالم الف میں دیے گئے الفاظ کو کالم ب کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

جواب۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
فرحت اللہ بیگ	لاکلاس	امتحان
فیل	مرتا	پاس
ہینا	بڑھیا	مرتا
دو سال	امتحان	لاکلاس

بڑھا	پاس	بڑھیا
تقدر	ناکامیابی	تدبیر
مشکل	منکور	آسان
کامیابی	تدبیر	ناکامیابی
درخواست	آسان	منکور

۹۔ درج ذیل اقتباس کی تشریح سیاق و سباق کے حوالے سے کریں۔

اقتباس: بعض وقت والد والدہ کہتے بھی تھے کہ اتنی محنت نہ کیا کرو، لیکن میں زمانے کی ترقی کا نقشہ کھینچ کر ان کا دل خوش کر دیتا تھا۔ خدا خدا کر کے یہ مشکل بھی آسان ہو گئی اور امتحان کا زمانہ قریب آیا۔ میں نے گھر میں بہت کہا کہ ابھی میں امتحان کے لیے جیسا چاہے ویسا تیار نہیں ہوں لیکن میری مسلسل حاضری لاکلاس اور شبانہ روز کی محنت نے ان کے دلوں پر سکہ بٹھار کھا تھا۔ وہ کب ملنے والے تھے، پھر بھی احتیاطاً اپنے بچاؤ کے لیے ان سے کہہ دیا کہ اگر میں ٹیل ہو جاؤں تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی کیونکہ میں اپنے آپ کو ابھی امتحان کے قابل نہیں پانتا۔ لیکن والد صاحب مسکرا کر بولے کہ امتحان سے کیوں ڈرے جاتے ہو، جب محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ، کامیابی و ناکامیابی خدا کے ہاتھ ہے۔

جواب: مصنف کا نام: مرزا فرحت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

حل لغت: مسلسل: لگاتار۔ لاکلاس: قانون سیکھنے کی جماعت۔ شبانہ روز: دن رات۔ سکہ بٹھانا: رعب قائم کرنا۔ ناکامیابی: ناکامی۔

سیاق و سباق:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی احماتی تیاری کا ذکر کیا ہے میری ظاہری محنت کو دیکھ کر والد اور والدہ یہ بھی کہتے تھے کہ بیٹے اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں انہیں یہ کہہ کر خاموش کرادیتا کہ محنت کے بغیر انسان عظمت حاصل نہیں کر سکتا۔ شخصی اور قومی محنت کا انحصار ذاتی محنت پر ہے۔ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے۔ کیونکہ محنت کے بغیر اہم مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔ گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ لگ بھگ پڑھائی میں مصروف ہے جب کہ میں سات بجے ہی میٹھی نیند کے حیرے لوٹ رہا ہوتا ہے اور سکون سے صبح نو بجے اٹھتا ہوں اس دوران اگر کوئی بلاتا بھی تو میں پڑھائی میں غل کا سوچ کر خاموش رہتا۔



## تشریح:

مصنف نے اس پیرا گراف میں ایک طالب علم کی زبانی اپنے امتحان کے لئے کی جانے والی محنت کے بارے میں مزاحیہ انداز میں بتایا ہے۔ کہ میری ظاہری محنت کو دیکھ کر والد اور والدہ یہ بھی کہتے تھے کہ بیٹے اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں انہیں یہ کہہ کر خاموش کر دیتا کہ محنت کے بغیر انسان عزت اور عظمت حاصل نہیں کر سکتا۔ شخصی اور قومی محنت کا انحصار ذاتی محنت پر ہے۔ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے۔ کیونکہ محنت کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔ میری یہ خوش کن باتیں سن کر میرے والدین خاموش ہو جاتے۔ امتحان کے دن قریب آگئے۔ میں نے باتوں باتوں میں کئی بار یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ میری تیاری اس قابل نہیں کہ امتحان دیا جائے لیکن میری محنت اور پڑھائی میں مصروفیت کو دیکھتے ہوئے والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر میں فیل ہو گیا تو اس کی ذمہ داری گھر والوں پر ہوگی کیونکہ میں ذہنی طور پر امتحان کے لئے تیار نہیں ہوں۔ والد صاحب مسکرا کر کہتے کہ تم امتحان سے کیوں ڈرتے ہو، جب تم نے جی بھر کر محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ کیونکہ کامیابی اور ناکامی کے بارے میں تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ عزت اور ذلت تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

Topstudyworld

قدر سخت تھا کہ ہر وقت ناگہانی بلا کی طرح سر پر ہی سوار رہتے تھے۔ جیسے ہی کوئی ناجائز حربہ یا دایم بائیں سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو فوراً آواز آتی اپنے پرچے پر نظر رکھیں۔ گارڈ صاحب کے بتانے پر ہی معلوم ہوا کہ پرچہ اصول قانون کا ہے۔ اس پر زور دار لکھنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہا۔ پورا وقت کمرہ امتحان میں گزارتا۔ باہر آکر والد صاحب کو مشکل پرچے کی شکایت کرتا۔ امتحان کے اختتام پر والد صاحب نے پاس کرانے کے لئے سفارش کی کوشش کی، مگر ناکام۔ نتیجہ آنے پر دو نمبر حاصل کرنے کی خبر سنی۔ نتیجہ عن کرد والد صاحب اور دوسرے احباب کا خیال یہ تھا کہ کسی چپڑاسی نے لڑکے کے پرچے تبدیل کر دیئے ہیں۔ کیونکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مسلسل تین گھنٹے لکھنے والے کو صفر نمبر تو نہیں ملا۔ سب نے محنت اور نگران عملے کو برا بھلا کہا اور مجھے تسلی دی کہ اس سال نہیں تو اگلے سال سہی، آخر کب تک بے ایمانی ہوگی۔ میں خوش تھا کہ ایک سال اور فرصت سے گزارنے کا موقع مل گیا۔

### مرکزی خیال:

اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے۔ اگر محنت اور دلجمعی سے امتحان کی تیاری نہ کی جائے تو طالب علم کامیابی کے لیے ناجائز ذرائع کا استعمال کرتا ہے جس سے سوائے شرمندگی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی دانست میں وہ دوسروں کو دھوکا دیتا ہے لیکن درحقیقت وہ خود فریبی کا شکار ہوتا ہے اور اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔

## اہم اقتباس کی تشریح

**اقتباس:** قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی اور ایک دن وہ آیا کہ ہم ہل ٹکٹ لیے ہوئے مقام امتحان پر پہنچ ہی گئے۔ گویا د نہیں کیا تھا، لیکن دو وجہ سے کامیابی کی امید تھی: اول تو ”امداد فیہی“ دوسرے ”پرچوں کی الٹ پھیر۔“ شاید وہ حضرات جو امتحان میں کبھی شریک نہیں ہوئے، اس مضمون کو نہ سمجھیں، اس لیے ذرا وضاحت سے عرض کرتا ہوں۔ ”امداد فیہی“ سے مراد امیدواران امتحان کی اصطلاح میں وہ مدد ہے، جو ایک کو دوسرے سے یا کسی نیک ذات نگران کار سے یا عندالمواقع کتاب سے پہنچ جاتی ہے۔ پرچوں کی الٹ پھیر کو بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔

مصنف کا نام: مرزا فرحت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

مل لفت: درخواست شرکت: شریک ہونے کی درخواست۔ مقام امتحان: امتحانی کمرہ۔ گو: اگرچہ۔ امداد فیہی: غیب سے ملنے والی مدد۔ الٹ پھیر: رد و بدل۔ اصطلاح: خاص معنی۔ عندالمواقع: موقع کے قریب۔ بظاہر: دیکھنے میں۔ تقدیر: قسمت۔

## سیاق و سباق:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا ہے۔ آخر کار جیسے ہی امتحان کے دن قریب آنے لگے، میں نے امتحان میں شرکت نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیئے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اسے امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید کے لئے تقریباً پونے دس ہجے کمرہ امتحان میں داخل ہو گیا یہ خیال کرتے ہوئے کہ ضرور کوئی نہ کوئی فیسی امداد میسر آئے گی۔ دو وجہ سے کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی قدرت کوئی کامیابی کا وسیلہ بنا دے گی۔ دوم پرچوں کی ہیر پھیر۔ اگرچہ ہیر پھیر مشکل نظر آتی ہے۔ لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ اسے کم ہی سمجھیں گے۔ تقدیر کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

## تشریح:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اسے امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید کے لئے تقریباً پونے دس ہجے کمرہ امتحان میں داخل ہو گیا یہ خیال کرتے ہوئے کہ ضرور کوئی نہ کوئی فیسی امداد میسر آئے گی۔ دو وجہ سے کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی قدرت کوئی کامیابی کا وسیلہ بنا دے گی۔ دوم پرچوں کی ہیر پھیر۔ اگرچہ ہیر پھیر مشکل نظر آتی ہے۔ لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ اسے کم ہی سمجھیں گے۔ اس لئے طالب علم خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ امداد غیبی سے مراد وہ مدد ہے جو ایک کو دوسرے سے کسی نیک ذات مگر ان سے مشکل کے وقت پہنچ جاتی ہے۔ تقدیر کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

## حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے؟

جواب۔ مضمون نگار کہتے ہیں کہ مجھے ہنسی اس لیے آتی ہے کہ آخر امتحان ایسا کیا ہوتا ہے؟ دو ہی صورتیں: نفل یا

پاس۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے، آئندہ سال سکی۔

# **WANT TO DOWNLOAD NOTES OF ANY CLASS?**

[Click Me to Download](#)  
(I'll Bring You There)



**Top Study World is one of the best notes  
providers in Pakistan for FREE!**